گستاخِ رسول

صلى الله عليه وسلم

بریلویوں کی گستاخانہ عبارتوں کے خلاف خاموش احتجاج

مرتّبہ: حافظ محمد اقبال

شائع کردہ

اسلامک اکیڈیمی

۱۹-چارٹن ٹیرس آف اپر بروک، مانچسٹر

ان الذین یوذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ ولھم عذاب الیم

بے شک جو لوگ اللہ اس اس کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں، ان پر دنیا اور آخرت کی لعنت (پناہ)

گستاخِ رسول ﷺ کون؟

علمائے دیوبند کے لئے ایک لمحہ فکریہ

خاکپائے سرکار اجمیر شریف
حافظ محمد اقبال چشتی صابری

انجمن خدام الحرمین---مانچسٹر۔یو۔کے
41- UPPER LLOYED STREET MANCHESTER-14

انتساب

امیر المباہلین قامع المشرکین والمبتدعین حضرت الشیخ امیر علی قریشی مدظلہ' کے نام جن کی غیرت روحانی نے اس راس المبتدعین نورانی میاں کو میدانِ مباہلہ میں عالمی سطح پر چت کر دیا اور اُسے مدینہ منورہ سامنے جانے کی جرأت نہ ہوئی۔ (محمد اقبال)

ملنے کے پتے

۱- حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی صاحب، غلام آباد کالونی فیصل آباد

۲- جناب انوار احمد صاحب۔۶،بی،شاداب کالونی، لاہور

۳- حافظ نور محمد انوؔر، مکتبہ الفاروق، ۱۹، سلطان پورہ روڈ، لاہور

۴- ادارہ دعوت و ارشاد، چنیوٹ

۵- ۱۵، وڈ سٹاک روڈ، بالسل ہیتھ، برمنگھم۱۳

۶-اسلامک اکیڈیمی آف مانچسٹر ۱۹، چارلٹن ٹیرس آف اپر بروک اسٹریٹ مانچسٹر ۱۳

۷- مسجد خضرا، ۸۵، والمسلے روڈ، بری لنکاشائر

شائع کردہ

انجمن خدام الحرمین---مانچسٹر۔یو۔کے

41- UPPER LLOYED STREET MANCHESTER-14

فہرست

مقدمہ

الحمد للّٰہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ء اللّٰہ خیر اما یشرکون! اما بعد

تقریباً ایک صدی سے آپ کے دل و دماغ میں چند شرپسند عناصر نے تفرقے کا یہ بیج بویا ہے کہ علماء دیو بند (معاذ اللہ) گستاخِ رسول ﷺ ہیں۔ رسول ﷺ کی تعظیم و توقیر نہیں کرتے۔ رسول کی عزت و احترام کو کفر و شرک کہتے ہیں۔

آیئے آج اس موضوع کی کچھ تحقیق کریں کہ ان کا یہ کہنا صحیح ہے یا غلط الزام لگانے والوں نے خود اپنے عقائد پر پردہ ڈالنے کے لئے کافر سازی کی مہم اٹھائی اور الٹا چور کوتوال کو ڈانٹ رہا ہے۔ آیئے آج فیصلہ کریں کہ گستاخِ رسول کون ہے؟

اس سلسلے میں سب سے پہلے اس بات کی طرف توجہ کرنی ضروری ہے کہ یہ شرپسند عناصر زیادہ تر کن شخصیتوں کو اپنا تختہء عشق بناتے ہیں؟ ان کا تختہء عشق سب سے پہلے رئیس المجاہدین حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ بنتے ہیں۔ پھر حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ، حضرت مولانا رشیداحمد گنگوہیؒ، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ اور حضرت مولانا اشرف تھانویؒ صاحب کو باری باری موردِ الزام بنایا جاتا ہے۔ تفرقہ اندازی کی اس سڑک پر اس مفسدین کا توشہ راہ یہ ہوتا ہے کہ علماء دیوبند کی بعض عبارتوں کو توڑ پھوڑ کر یا نامکمل لے کر اس انداز میں سامنے لائیں کہ یہ بات پوری طرح کھلنے نہ پائے اور کم علم لوگ بلاتامل تڑپ اٹھیں۔

؎ کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

ہم ان الزامات میں اُلجھے بغیر محض مثبت پیرائے میں ان حضرات کے عقائد پیش کئے دیتے ہیں۔ اس سے ان الزام لگانے والوں کے عقائد سے پردہ اُٹھایا جائے گا اور اُن کی کچھ عبارات آپ کے سامنے پیش کی جائیں گی اور اُن پر سب قارئین کو غور کرنے کی دعوت ہو گی۔ پھر آپ خود ہی فیصلہ کر لیں گے کہ گستاخِ رسول کون ہے؟

حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ کا عقیدہ

رئیس المجاہدین حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ کے بارے میں یہ پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ بڑے بھائی کا سا سمجھتے ہیں (معاذاللہ) آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا، میرا عقیدہ یہ ہے:

''سب انبیاؑ واولیاء کے سردار حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور لوگوں نے ان کے بڑے بڑے معجزے دیکھے، انہی سے سب اسرار کی باتیں سیکھیں اور سب بزرگوں کو انہی کی پیروی سے بزرگی حاصل ہوئی۔''[1]

ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

''بشر کے حق میں رسالت سے بڑا کوئی مرتبہ نہیں اور سارے مراتب اس سے نیچے ہیں۔''[2]

ایک مقام پر شانِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ہمارے پیغمبر سارے جہان کے سردار ہیں کہ اللہ کے نزدیک ان کا مرتبہ سب سے بڑا ہے اور اللہ کے احکام پر سب سے زیادہ قائم ہیں اور لوگ اللہ کی راہ سیکھنے میں ان کے محتاج ہیں۔''[3]

غور کریں اِن واضح عبارات کے بعد بھی کیا کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ معاذاللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ بڑے بھائی کا سمجھتے تھے یا حضورؐ کی تعظیم کو کفر بتلاتے تھے۔

---

[1] تقویۃ الایمان ص ۲۱۔ [2] تقویۃ الایمان ص ۵۳۔ [3] تقویۃ الایمان ص ۵۵

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا عقیدہ

حجۃالاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے بارے میں یہ افواہ ہے کے آپ ختمِ نبوّت کے قائل نہ تھے،آپ سے سوال کیا گیا کہ آپ کا عقیدہ کیا یہی ہے؟ آپ نے فرمایا۔

''اپنا دین و ایمان ہے۔ بعد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی کا احتمال نہیں جو اس میں تامل کرے، اس کو کافر سمجھتا ہوں۔''[1]

انبیاءکرام میں آپؐ کا ظہور آخری ہے۔ اس پر آپ تحذیرالناس میں لکھتے ہیں:

''منجملہ حرکات سلسلہ نبوت بھی تھی۔ سو بوجہ حصولِ مقصودِ اعظم ذاتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم وہ حرکت مبدل بہ سکون ہوئی۔ البتہ اور حرکتیں ابھی باقی ہیں اور زمانہ آخر میں آپ کے ظہور کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔''[2]

حضرت نانوتوی نے تحذیرالناس میں بناء خاتمیت آپ کا سب سے اعلیٰ و افضل ہونا بیان فرمایا ہے اور فرمایا کہ اُسے تاخرزمانی لازم ہے۔ حضورصلی اللہ علیہ وسلم اسی لئے سب سے آخر میں تشریف لائے کہ آپ وصفِ نبوت سے موصوف بالذات تھے اور اس میں افضلیت کا اقرار بھی ہے، آپ لکھتے ہیں:

''بلکہ بناء خاتمیت اور بات پر ہے۔ جس میں تاخرزمانی اور سدّباب مذکور خودبخود لازم آ جاتا ہے اور فضیلتِ نبوی دوبالا ہو جاتی ہے۔'' [3]

یہ عبارت تحذیرالناس کی ہے۔ اس میں صریح طور پر حضورؐ کے تاخرزمانی کا اقرار ہے۔ اس میں نبوّت کے جھوٹے دعوے کرنیوالوں کا سدّباب بھی مزکور ہے۔

---

[1] مناظرہ عجیبہ ص ۳-۱ [2] تحذیرالناس ص ۲۶ [3] تحذیرالناس ص ۵

حضورؐ کو خاتم النبیّن قرار رہنے میں یہ بات بھی لپٹی ہےَ کہ آئندہ کوئی شخص نبوت کا دعویٰ نہ کر سکے۔

حضرت مولانا مرحوم کی ان روشن اور کھلی عبارات کے بعد بھی کوئی کہے کہ معاذاللہ آپ ختمِ نبوت کے قائل نہ تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو افضل الانبیاء والمرسلین نہ تسلیم کرتے تھے تو وہ آخرت میں جوابدہی کے لئے تیار رہے، یہ وہی کہہ سکتا ہے جو امت میں تفرقے کا بیج بونا چاہتا ہو یا جس کے دل کی آنکھیں بینائی سے بالکل محروم ہو چکی ہوں۔

کیا یہ عبارت اسی تحذیر میں نہیں۔ جس کی عبارات تین مختلف مقامات سے لیکر مولانا احمد رضا خاں نے ایک نئی عبارت بنائی اور اسے مولانا محمد قاسم کی انکارِ ختمِ نبوت کی تحریر ٹھہرایا۔ جب انسان آخرت سے بےخوف ہو جائے تو اپنی امانت اور دیانت سب کچھ کھو بیٹھتا ہے۔

سدّ باب مذکورہ سے مراد جھوٹے نبوت کے دعوں کا دروازہ بند کرنا ہے۔ چنانچہ مولانا مرحوم لکھتے ہیں:

''یہ احتمال کہ یہ دین آخری ہےَ۔ اس لئے سدّ باب اتباع مدعیان نبوت کیا ہے۔ جو کل جھوٹے دعوے کر کے خلائق کو گمراہ کریں گے البتہ فی حدذاتہ قابلِ لحاظ ہےَ۔'' ۱

یہ عبارت بھی تحذیرالناس کی ہےَ۔ اس میں تصریح ہےَ کہ حضورؐ کا دین آخری ہے اور آپ کے بعد کے مدعیانِ نبوت سب جھوٹے ہیں۔ کیا اب بھی کوئی کہہ سکتا کہ تحذیرالناس میں ختم نبوت زمانی کا انکار لپٹا ہے۔

---

۱ تحذیرالناس ص ۵

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا عقیدہ

عمدۃالصالحین فخرالعلماء المتقین حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ اپنے وقت کے قطب الارشاد تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی محبت و عقیدت، عزّت و عظمت سے ان کا دِل معمور تھا۔ آپ ایک مقام پر لکھتے ہیں:

'' حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم رابے خلوت صرف ببرکت فخر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فتوحات میشدند وبیک جلسہ چنداں معارف و غرائب علوم حاصل میشدند کہ دیگراں رانجلوت سالہاسال میسر نہ باید۔'' ۱

ترجمہ: حضرات صحابہ کو خانقاہی خلوت کے بغیر فخر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی برکت سے روحانی فتوحات حاصل ہو جاتی تھیں اور آپ کے پاس ایک ہی دفعہ بیٹھنے سے وہ معارف اور عجیب و غریب علوم حاصل ہوتے تھے کہ دوسروں کو سالہاسال کی خلوت نشینی سے میّسر نہ آ سکیں۔

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ حضرت قطب الارشاد کا دل حضور اور صحابہ کی عظمت سے کِس قدر معمور تھا۔ کھلی صبح میں آنکھیں بند کرنا اور کہنا کہ ہر طرف تاریکی ہی تاریکی ہےَ۔ کسی بینا کا کام نہیں۔

آپ ایک مقام پر یہ بھی تحریر فرماتے ہیں:

''وازینجاگفتہ کہ چار چیزرکن اصول اند۔ عبرت در دین حق و علو ہمتی وقت مشاہدات و مکاشفات و تجلیات و حفظ عصمت و حرمت شیخ و شفقت بریاران طریق کہ عبارات از توقیر کبار و ترحم صغار و اینہمہ کامل ایمانان رانصیب بود نہ ناقص ایمان را۔'' ۲

ترجمہ: اسی لئے کہتے ہیں کہ چار چیزیں اصولی درجے میں رکن ہیں۔ (۱) دینِ حق کے بارے میں غیرت۔ (۲) مشاہدات و مکاشفات و تجلیات کے وقت علو ہمتی (۳) شیخ کی حرمت و عزّت کی حفاظت اور (۴) یارانِ طریقت پر شفقت کی نظر۔ ان سب کا حاصل بڑوں کی عزّت

---

۱ امدادالسلوک ص ۲۱ مصنف حضرت گنگوہیؒ ۲ امدادالسلوک ص ۸

اور چھوٹوں پر رحم چاہتا ہےَ اور یہ باتیں کامل ایمان لوگوں کو ہی نصیب ہوتی ہیں نہ ناقص ایمان کو۔

حضرت گنگوہیؒ کی ایک ایک سطر علم و عرفان اور عشق و ایمان میں معمور دکھائی دیتی ہیں۔ اکابر دیوبند ہمیشہ اکابر کی تعظیم، اصاغر پر شفقت اور اہلِ طریقت کی محبت کا سبق دیتے آئے ہیں۔ ان کے خلاف یہ پروپیگنڈہ کرنا کہ وہ رسول کی توقیر نہیں کرتے اور بزرگوں کو نہیں مانتے۔ کِس قدر کھلا جھوٹ بہتان اور آخرت میں روسیاہی ہے۔

اللہ رب العزت کی ہر بات سچی ہے۔ اس میں آپ کا عقیدہ یہ تھا۔ کہ جو شخص اللہ رب العزت کی طرف کذب کی نسبت کرے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے۔ وہ کافر اور ملعون ہے ۔ آپ ایک مقام پر لکھتے ہیں:

''ذات پاک حق تعالیٰ جل جلالہ کی پاک و منزہ ہے۔ اس سے کہ متصف بصفت کذب کی جاوے۔ معاذ اللہ تعالیٰ اس کے کلام میں ہرگز ہر گز شائبہ بھی کذب کا نہیں۔ قال اللّٰہ تعالیٰ و من اصدق من اللہ قیلا، جو شخص حق تعالیٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے کہے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے۔ وہ قطعاً کافر ملعون ہے اور قرآن و حدیث کا اور اجماعِ اُمت کا مخالف ہے۔ وہ ہر گز مومن نہیں۔تعالیٰ اللّٰہ عما یقول الظلمون علواً کبیراً۔ '' [1]

اس صراحت کے باوجود آپ کے خلاف خدا اور رسولؐ کی گستاخی کا الزام لگانا کِس قدر بے شرمی اور آخرت سے بے خوفی ہے۔

حضرت مولانا خلیلؒ احمد محدّث سہارنپوری کا عقیدہ

شیخ المحدثین قدوۃ الاولیاء حضرت مولانا خلیلؒ احمد صاحب سہارنپوریؒ پر یہ الزام تراشا گیا کہ آپ کے عقیدہ میں شیطان کا علم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے معاذ اللہ جب آپ کو اسکی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا کہ یہ مجھ پر الزام ہے اور بے اصل و لغو ہے۔ یہ میرا عقیدہ ہر گز نہیں ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

''میں اور میرے اساتذہ ایسے شخص کو کافر اور مرتد اور ملعون کہتے ہیں جو کہ شیطان علیہ اللعن کو کیا بلکہ کسی مخلوق کو بھی جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم میں زیادہ کہے (الی قولہ) غرض خان صاحب بریلوی نے محض اتہام[2] اور کذب خالص بندہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ مجھ کو تو مدت العمر اسکا وسوسہ بھی نہیں ہوا کہ شیطان تو کیا کوئی ولی اور فرشتہ بھی آپ کے علوم کی برابری کر سکے۔ چہ جائے کہ علم میں زیادہ ہو'' [3]

حضرت مولاناؒ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر محبت تھی کہ آپ کی سنت کے خلاف کوئی بات گوارا نہ فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ سفرِحج کے دوران مطوف نے آپ کو ایک مقام سے جلد روانہ ہونے کو کہا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

''اونٹ چلے جائیں گے تو ہم پیدل بھی انشاء اللہ پہنچ جائیں گے۔ مگر تم یہ چاہو کہ سُنت چھوڑ کر تمہارا کہنا مانیں، سو اس کی ہر گز ہم سے توقع مت رکھو'' [4]

---

[1] مکتوبات اکابر دیوبند ص ۵۹ وفتاویٰ رشیدیہ ص ۳۸۹۔

[2] جس طرح مولانا احمد رضا خان صاحب نے حضرت سہانپوری پر الزام لگایا تھا۔ اسی طرح حضرت گنگوہیؒ پر بھی الزام لگایا تھا کہ ان کے عقیدے میں خدا (معاذ اللہ) جھوٹ بولتا ہے اُسے وہ مولانا گنگوہیؒ کا فتویٰ بتلاتے تھے۔ مگر آج تک وہ فتویٰ مولانا احمد رضا خان صاحب دکھا سکے نہ ان کے اتباع۔ اَب بھی ہمارا چیلنج ہے کہ کوئی بریلوی ان کا وہ فتویٰ دکھا دے جس سے حضرت گنگوہیؒ پر کفر ثابت کیا گیا۔

[3] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد۲ ص۴۸

[4] تذکرۃ الخلیل ص ۵۸

[5] تذکرۃ الخلیل ص ۴۲۰ اور وہاں خواص و عام نے دیکھا کہ اِس عاشق رسول کی تمنا بر آئی اور مدینہ منورہ کی خاک نصیب ہوئی۔ رحمتہ اللہ علیہ۔ علمائے دیو بند میں کتنے عاشقانِ رسول گزرے۔ جنہوں نے اس ارادے سے وہاں رہائش اختیار کی کہ شاید مدینہ منورہ کی خاکِ پاک انہیں قبول کر لے۔ محدث کبیر مولانا بدر عالم میرٹھی نے اس لئے وہاں ہجرت کی اور اَب شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا وہاں اس انتظار میں گھڑیاں گزار رہے ہیں۔

آپ کا عشق رسول اس درجہ میں تھا کہ آپ کی تمنا تھی کی میری وفات مدینہ منورہ میں ہی ہو، چنانچہ آپ جب آخری بار مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے تو آپ نے فرمایا:

’’جب کبھی حاضر آستانہ ہوا ہوں۔ یہی تمنا ساتھ لیکر گیا ہوں کہ وہاں کی پاک زمین مجھے نصیب ہو جائے---------اَب بھی اس توقع پر جا رہا ہوں کہ شاید اَب میرا وقت آ گیا ہو اور مدینہ طیبہ کی خاکِ پا مجھے نصیب ہو جائے اور جوارِ نبوی میں مجھ کو بھی جگہ مل جائے۔‘‘ ۵

کیا ان واضح عبارات کے بعد بھی کوئی شخص یہ کہنے کی جسارت کر سکتا ہے کہ حضرت مولانا عاشقِ رسول نہ تھے اور حضرت مولانا کوحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت نہ تھی؟ اگر نہیں تو حدیثِ نبویؐ کے اتنے بڑے بزرگ اور شیخ کے بارے میں گستاخیوں پر اترنے والے خود ہی بتائیں کہ اپنی آخرت کو کیوں برباد کر رہے ہیں ان لوگوں کو پہچانیں جو خود گستاخِ رسول ہیں۔ مگر لوگوں میں پراپیگنڈا اس کے خلاف کر رہے ہیں۔

اس میں حیران ہوں کہ کس کس کا گلہ تجھ سے کروں
بدگمانی کا تغافل کا---یا کہ تیرے کہنے کا

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا عقیدہ

حکیم الامت مجدّد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ آپ ان یگانہ روز گار ہستیوں میں سے ہیں۔ جنکی نظریں زمانہ کی تاریخ میں گنی چنی ہوا کرتی ہیں۔ آپ پر بھی ان شر پسند عناصر نے یہ الزام لگایا کہ آپ نے اپنی ایک تصنیف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخانہ مضمون درج کئے ہیں۔ اس غلط پروپیگنڈے کی تحقیق کے لئے رئیس المناظرین حضرت مولانا مرتضیٰ حسن صاحب چاند پوریؒ نے آپ کو خط لکھا کہ کیا آپ نے اپنی کسی تصنیف میں ایسی بات لکھی ہے۔ نیز آپ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا مقام ہے ؟ آپ اس خط کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

’’آپ کے خط کے جواب میں عرض کرتا ہوں کہ (۱) یہ خبیث مضمون میں نے کسی کتاب میں نہیں لکھا (۲) اور لکھنا تو درکنار میرے قلب میں بھی اس مضمون کا خطرہ نہیں گزرا (۳) میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم نہیں آتا (۴) جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً یہ بات کہے۔ میں اس کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں (الی قولہ) میرا اور میرے سب بزرگوں کا عقیدہ ہمیشہ سے آپ کے افضل المخلوقات فی العلمیہ و الطمیہ ہونے کے بارے میں یہ ہے

ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر‘‘ ۱

حضرت تھانویؒ نے بہتان تراشوں کی قلعی کھول دی۔ آپ کی اس عبارت میں ان سارے الزامات کا رَد موجود ہے۔ جو شرپسند عناصر تفرقہ پیدا کرنے کے لئے ان کے ذمہ لگاتے ہیں۔ آپ کی عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ میں نے یہ مضمون کسی تصنیف میں نہیں لکھا۔ تصنیف تو دور کی بات ہے۔ ایسا خبیث مضمون میرے دل پر بھی کبھی نہیں آیا۔ میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم نہیں آتا۔ جو حضرات میری طرف ایسی بات منسوب کرتے ہیں۔ میں اس سے بری ہوں۔ میرا عقیدہ یہ ہے کہ ایسا اعتقاد رکھنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

شرپسند عناصر کو حضرت تھانویؒ کی اس عبارت سے بھی دل کی ٹھنڈک نہ پہنچی۔ انہوں نے بہت واویلا کیا اور حضرت تھانویؒ سے مناظرہ کرنے کے اشتہار تقسیم کر دیئے حضرت تھانویؒ نے مناظرہ کرنا منظور فرما لیا اور بلند شہر تشریف لے گئے۔ مگر مفسدین فرار ہو گئے۔ اس کی تفصیل قاصمة الظہر فی بلند شہر میں دیکھی جا سکتی ہے۔ حضرت تھانویؒ نے اتمام حجت کے لئے رسالہ بسط البنان تحریر فرما دیا۔ جس سے عبارت اور بھی زیادہ واضح ہو گئی۔ مگر مفسدین اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے والوں کو اس سے بھی تسلی نہ ہوئی، پھر حضرت تھانویؒ نے احقاق حق و ابطال باطل کی خاطر تغیر العنوان تحریر فرمایا۔ جس کے بعد پھر کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہی۔ صرف احقاق حق کی خاطر حضرت تھانویؒ نے تین رسالے تحریر فرمائے، جو سچے لوگوں کی ہی شان ہوا کرتی ہے۔

کہوں میں مطلع ثالث کہے ہاتف غیب
کہ تیرے تصدق کی شاہد تری ہی ہمت ہے

---

۱ بسط المنان لکف اللسان من کاتب حفظ الایمان ۲ وفتاوی دارالعلوم دیوبند جلد ۲ ص ۴۸

برطانوی حکومت کے آلہء کار مفسدین اور ان کے اتباع کا مقصد ہی افتراق بین المسلمین تھا۔ اس لئے وہ مرغے کی ایک ٹانگ والی بات برابر دہراتے رہے اور آج تک ان کے اکابر و اصاغر سب ہی اس مرض میں مبتلا ہیں۔

ہم ان چند سطور کے ذریعہ مولانا احمد رضا خاں کے متبعین کو ایک بار پھر دعوت دیتے ہیں کہ امت میں افتراق پھیلانا چھوڑ دیں۔ امت کو بلا بدعات صراط مستقیم پر چلنے دیں۔ انگریزوں سے مالی امداد لینے کے فتوے نے دیں اور بدگمانی اور حسد کو دل سے نکال دیں۔

علماء دعوبندؒ کے عقائد آپ کے سامنے ہیں۔ شرپسند عناصر خواہ‌مخواہ‌انہیں غلط پیرائے میں پیش کرتے رہتے ہیں اور عبارتوں کو تحریف و تقطیع کے ساتھ‌عوام کے سامنے لاتے رہتے ہیں اور درحقیقت خود حضورؐ کی شان میں بے ادبی کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں اور کئی سادہ دل عوام ان کے فریبوں اور دھوکہ دہی سے افتراق کا شکار ہو جاتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر عوام ان شرپسند عناصر کے رسائل و کتب کا مطالعہ کریں اور ان کے عقائد کی جانچ پڑتال کریں تو روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے گا کہ یہ شرپسند عناصر شیشے کے گھر میں بیٹھ کر دوسروں پر پتھر پھینک رہے ہیں اور اُن کا مقصد محض یہ ہوتا ہے کہ اپنے عقائد کی پردہ پوشی کریں اور عوام کو اپنے عقائد سے بے خبر رکھ کر ان کے ایمان پر ڈاکہ ڈالیں اور انہیں اہلِ سنت کے دائرہ حقہ سے نکال کر اہلِ بدعت بناتے جائیں۔

ان شرپسند عناصر کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا درجہ ہے ؟اور ان کا عقیدہ ختم نبوت کے باب میں کیا ہے؟ ان کے عقیدے میں حضورصلی‌اللہ‌علیہ‌وسلم مقتدی تھے یا مقتدا ؟ قبل‌الوفات کیا تھے ؟بعدالوفات کیا کرتے ہیں؟ اسے آگے ملاحضہ کریں اور پھر سوچیں اور ٹھنڈے دل سے فیصلہ کریں کہ گستاخِ رسول کون ہے؟

اس رسالہ کے مطالعہ کے بعد فیصلہ خود ہوجائے گا کہ گستاخ‌رسول کون ہے۔

ے — اے چشمِ اشکبار ذرا دیکھ تو سہی

یہ گھر جو بہہ رہا ہے کہیں تیرا گھر ہی نہ ہو

ہم بریلویوں سے پھر بھی گزارش کریں گے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرنا چھوڑ دیں۔ انبیاء کرام اور اولیاءاللہ کی تعظیم کریں اور مولانا احمد رضا خاں اور اُن کے گستاخ خلفاء سے علیحدگی اختیار کریں جو اللہ تعالیٰ اس کے رسول پاک اور اولیاء کبار کی شان میں گستاخیوں کی عالمگیر شہرت رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی آپ کو گستاخوں اور بے ادبوں سے چھڑائے اور انبیاء و الیاء کا کا ادب کرنے والے اہلِ سنت خدام دیوبند کے حلقہ اعتقاد میں لائے۔ خدا کرے آپ جان سکیں کی گستاخِ رسول کون ہے؟

گستاخِ رسول کون ہے؟

الحمدلله العلی الکبیر المتعال ولصلوٰۃ والسلام علیٰ النبی الخاتم صاحب خیر المقال و علیَ الآل ارباب الکمال والاصحاب ذوی المجد و المثال۔

امابعد:

اہلِ اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں مقتدا اور رہبر بن کر تشریف لائے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ میں کُل اولادِ آدم کا سردار ہوں۔ آپ کسی کے تابع اور مقتدی نہیں تھے، مگر مولانا احمد رضا خاں صاحب کا عقیدہ تھا کہ حضور میرے مقتدی تھے۔

حضورؐ میرے مقتدی تھے اور میں ان کا امام (مولانا احمد رضا)

ا؎ ملفوظات مولانا احمد رضا کاں حصہ دوم ص ۲۳

مولانا احمد رضا صاحب فرماتے ہیں:

جب ان کا انتقال ہوا اور میں دفن کے وقت ان کی قبر میں اترا۔ مجھے بلا مبالغہ وہ خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی بار روضہ انور کے قریب پائی تھی۔ ان کے انتقال کے دن مولوی سید امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارتِ اقدس حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لئے جاتے ہیں۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف لے جاتے ہیں فرمایا، برکاتِ احمد کے جنازہ کی نماز پڑھنے الحمداللہ یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا۔ا؎

اس کا خلاصہ یہی ہے کہ حضورؐ میرے مقتدی تھے اور میں ان کا امام (استغفر اللہ ثم استغفر اللہ) بعض بریلوی کہتے ہیں کہ ہم نے اس گستاخانہ عقیدے سے توبہ کر لی ہے، مگر سوال یہ ہے کہ یہ توبہ تمہاری توبہ ہے۔ مولانا احمد رضا خاں کی تو نہیں، نہ ان کے صاحبزادے مصطفیٰ رضا خاں کی۔

اس عبارت سے ہم عام بریلویوں کو گستاخِ رسول نہیں کہہ رہے ہیں، تنہا حضرت مولانا احمد رضا خاں اور بریلوی علماء و مشائخ کو گستاخ بتلا رہے ہیں۔ ہاں وہ بریلوی جو مولانا احمد رضا خاں کو اس دعوے سے سچا سمجھیں۔ وہ بھی بیشک گستاخِ رسول شمار ہوں گے۔ اور حضورؐ کے بے ادب سمجھیں جائیں گے۔

مذکورہ خواب اگر صحیح بھی ہوتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا برکات احمد کی نمازِ جنازہ پڑھنا ایک روحانی طور پر تھا۔ یہ اس جنازے میں شرکت نہ تھی۔ جو ظاہری اور حتمی طور پر مولانا احمد رضا خاں نے پڑھایا اور خواب دیکھنے والے نے جب یہ خواب دیکھا تھا تو اس وقت برکات احمد کی نمازِ جنازہ ہو چکی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی تک برکات احمد کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی تھی وہ تو ابھی جا ہی رہے تھے۔

اس خواب کو اس جنازے سے کس نے جوڑا؟ مولانا احمد رضا خاں نے اور انہوں نے اس خواب کو اس طرح بیان کیا کہ خواہ مخواہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مقتدی ٹھرایا۔

غور کیجیے کہ اس گستاخی پر توبہ و استغفار کی بجائے الحمداللہ کہنا کیا یہ ایک اور گستاخی نہیں؟ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مقتدی دیکھنا بہت ہی زیادہ خطرناک ہے۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو دنیا میں مقتدا بن کر تشریف لائے تھے تو جس آدمی نے اُن کو مقتدی بنایا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بات میں زیادتی کر رہا ہے اور آپ سے آگے بڑھ رہا ہے۔ دین میں بدعات پیدا کر رہا ہے۔ یوں سمجھیئے کہ وہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو چھوڑ کر اپنا علیحدہ مذہب ایجاد کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ میرے دین و مذہب پر چلو۔

لیجیئے اب اس خواب کے تعبیر ہی ظاہر ہے کہ مولانا احمد رضا خاں نے سُنت کے بجائے بدعت کو پروان چڑھایا اور اس پر اُن کے کتب و رسائل اور ان کے اتباع کے اخلاق و اقوال شاہد ہیں۔ غالبًا اس سے کسی کو انکار نہ ہو گا کہ یہ عام مسلمانوں میں اہلِ بدعت کے نام سے معروف ہیں۔

مولوی صاحب کی اس عبارت کو ذرا غور سے دوبارہ پڑھیں تو معلوم ہو گا کہ مولوی صاحب نے گستاخی کی حد کر دی ہے، کہتے ہیں،بلا مبالغہ وہ خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی بار روضہ انور کے قریب پائی تھی۔ دیکھو کس دیدہ دلیری سے جناب برکات احمد صاحب کی قبر کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کے برابر کر دیا اور اس سے پوری تشبیہ دے دی اور وہ بھی بلامبالغہ کہہ کر کہ کوئی فرق رہنے نہ پائے (معاذاللہ) یوں محسوس ہوتا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے ان عبارتوں کو لکھتے ہوئے یا مرید ان باصفا کو ملفوظات سناتے ہوئے ایمان و ادب کو شاید بالکل ہی بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ اَب آپ ہی سمجھیں کہ گستاخِ رسول کون تھا؟

حضرت انسؓ (۹۱ ھ) کہتے ہیں:

ماشممت عنبرًا قط ولا مسكا و لا شيئًا اطيب من ريح رسول صلى الله عليه وسلم [1]

(ترجمہ) میں نے کبھی عنبر، کستوری اور کسی اور چیز کو نہیں سونگھا کہ وہ حضور صلی اللہعلیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار ہو۔

اب آپ ہی بتلائیں کہ برکات‌احمد کی خوشبو کیا حضورؐ کی خوشبو کی برابری کر سکتی ہے۔

---

[1] مسلم شریف جلد ۲ ص ۲۵۷

ایک غلط تاویل اور اُسکا جواب

بریلوی اس کے جواب میں یہ کہتے ہیں کی حضور صلی اللہعلیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ اچھی خوشبو تو بےشک کوئی نہیں ہو سکتی لیکن برکات‌احمد کی قبر کی خوشبو حضورؐ جیسی تھی، زیادہ نہ تھی۔ آپ جیسی تو ہو سکتی ہے یہ ہو سکتا ہے کہ کسی بزرگ کی خوشبو بلامبالغہ حضور صلی اللہعلیہ وسلم جیسی ہو۔

جواب یہ ہے کہ یہ تو بریلویوں کی بات ہے۔ جہاں تک اہلِ سنت کا تعلق ہے وہ اس بات پر متفق ہیں کہ آپ کی خوشبو مبارک آپ کی ذات سے ہی خاص تھی اور یہ صفت صرف حضور صلی اللہعلیہ وسلم کی ہی تھی۔[1] ویسی خوشبو کسی اور کی نہیں ہو سکتی افسوس کہ مولانا احمد رضا خاں آپ صلی اللہعلیہ وسلم کی خوشبو کی خصوصیت کے قائل نہ تھے بلکہ وہ یہ شان اَوروں میں بھی دیکھتے تھے اور وہ بھی اپنے ساتھیوں میں اور وہ بھی بلاشبہ اناللہ و انا الیہ راجعون۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ ایک برکات احمد کیا کروڑوں برکات احمد بھی ہوں تو حضور صلی اللہعلیہ وسلم کی کسی صفت کے برابر نہیں ہو سکتے۔ ؎

واجسن منک لم ترقط عين
واجمل منک لم تلد النساء

بریلویوں کی اس شرمناک گستاخی پر جتنابھی افسوس کیا جائے کم ہے۔

۲۔ دیکھئے مولوی صاحب اس پر بڑے ٹھنڈے دل سے الحمدللّٰہ کہہ رہے ہیں۔ انہیں اس بات پر بڑا فخر ہو رہا ہے کہ امام الانبیاء والرسل آنحضرت صلی اللہعلیہ وسلم میرے مقتدی بن گئے اور میں ان کا امام۔ توبہ استغفر اللہ گستاخی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ ایسے موقع پر استغفر اللہ کی بجائے الحمدللّٰہ کہنا رضاخانی فقہ‌کے سوا اور کہاں ملے گا؟ اگر واقعہ معراج پر ہی نظر کریں تو پتہ چلے گا کہ حضور صلی اللہعلیہ وسلم تو امام الانبیاء و الرسل ہیں۔ مسجد اقصیٰ میں تمام نبیوں نے آپ کی اقتدا میں نماز پڑھی۔ کسی نے آپ کے آگے ہونے کی جرأت نہیں کی تھی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ آپ کے امر سے امام بنے تھے، لیکن جب پتہ چلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں تو مصلّی امامت پر رہنا گوارا نہ فرمایا اور پیچھے ہٹ گئے۔ اسی طرح حضرت‌عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو بھی آپ ہی نے امامت کی اجازت مرحمت فرمائی تھی اور وہ بھی اس تصور پر امام بنے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں موجود نہ ہوں گے۔ مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے گئے ہوں گے نہ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر و ناظر تھے، ورنہ وہ کبھی امامت نہ کرتے۔ دوسرے صحابہ کرام نے بھی‌کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کا دعویٰ نہ کیا نہ اس کی کبھی کوشش میں رہے تھے نہ اُس کے تصور پر انھوں نے کبھی الحمدللہ کہا۔

مولانا احمد رضا خاں صاحب کو معلوم نہیں حکومت برطانیہ کی شہ تھی کہ ہمیشہ سے اس وقت کے منتظر تھے کہ کب موقع ملے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مقتدی بناؤں اور کس طرح بن پڑے۔ آپ کی امامت کرا دوں تاکہ اپنا کام جو آگے طے پانا ہے۔ اس کی تمہید بن سکے۔ عالم مشاہدہ میں تو انہیں کبھی یہ موقع نہ مل سکتا تھا۔ سوچا کہ عالمِ رویا میں ہی اس کی تمنا کو پوری کر دوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امام بن جاؤں نہ کوئی دیکھنے والا رہے نہ کوئی اس دعوے کی دلیل مانگنے والا۔ خواب کی دلیل کون پوچھتا ہے۔

ے نہ ہونے سے ہونا ہے بہتر جناب

کہ ہو جائیں گے ایک دن کامیاب

صورتِ حال جو بھی ہو، سنی علماء کرام کے نقطہ نگاہ سے یہ سراسر بے ادبی اور صریح گستاخی ہے کہ کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کا دعویٰ کرے۔ سوچیں فیصلہ کریں بلکہ اَب تو فیصلہ ہو ہی چکا ہے کہ گستاخِ رسول کون ہے۔

ے وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا

کارواں کے دل سے حساسِ زیاں جاتا رہا

ا ۲نووی شرح مسلم جلد ۲ ص ۲۵۶

مولانا احمد رضا خاں صاحب کو جب خطرہ محسوس ہوا کہ لوگ کہیں گے کہ امتی پیغمبر کا امام کیوں کر بن گیا تو بجائے اس کے کہ مولانا احمد رضا خاں اپنے اس جعلی خواب سے توبہ کرتے الٹا یہ سوچنے لگے کہ نبوت کی طرف کس طرح قدم بڑھایا جا سکتا ہے۔

منصب نبوت کی طرف پیش قدمی

مولانا احمد رضا خاں نے جب تفرقے کی کند چھری سے سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان کو ذبح کیا اور عقیدہ جما دیا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کر ڈالی۔ تو کچھ لوگ آپ کے معتقد ہو ہی گئے۔ اب آستانہ رضا خانیت میں طے پایا کہ کسی طرح ختم نبوت کے عقیدے کو ختم کیا جائے اور مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح مولانا احمد رضا خاں کو پہلے مجدد بنایا جائے۔ پھر آہستہ آہستہ منصب نبوت کی طرف پیش قدمی کرائی جائے۔ چنانچہ آپ نے اپنے منصوبے کو کامیاب کرنے کیلئے یہ طریقہ اختیار کیا کہ پہلے ختم نبوت کے عقیدے کو گھائل کیا اور اس کیلئے کچھ عجیب طور پر سیدنا حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ الرحمان کی شخصیتِ کریمہ کو استعمال کیا تاکہ لوگ اس گستاخ کی جرأت پر برانگیختہ نہ ہو سکیں۔ چنانچہ مولانا احمد رضا خاں نے پیش گوئی کی۔

ے انجام وے آغاز رسالت باشد

اینک گو ہم تابع عبد القادر ا

(ترجمہ) حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کے بعد پھر سے رسالت کا آغاز ہو گا اور وہ (نیا) رسول پہلے حضرت شیخ جیلانی کا تابع رہا ہو گا۔

مولانا احمد رضا خاں صاحب نے یہاں ختم نبوت کے عقیدے کو اس طرح برباد کیا کہ عوام کی سمجھ اس معاملے کی تہہ تک نہ پہنچ سکی۔ اگر کوئی آپ سے دریافت کرتا کہ اس کا مطلب کیا ہے؟ تو آپ فرماتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ سلام چونکہ تشریف لانے والے ہیں۔ اس واسطے میں نے یہ بات کہہ دی ہے----------لیکن یہ بات سرے ہی سے غلط تھی، اگر یہ مسئلہ ہوتا تو کچھ اور انداز میں ہوتی، تاہم یہ بات سمجھ لینی چاہیئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ سلام کی رسالت کا آغاز تو رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث سے قبل ہو چکا تھا۔ آپ کی قربِ قیامت میں تشریف آوری آپ کی آمد ثانی ہو گی۔ اس سے واضح ہے کہ یہ اس پہلی رسالت کا ہی تسلسل ہو گا نہ کہ آپ ایک نئے نبی کے طور پر تشریف لائیں گے اور اس رسالت میں بھی یہ شرط ہو گی کہ ان کے احکام نافذ نہ ہوں کیونکہ یہ دَور دورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ بہر حال اس حوالے سے واضح ہو گیا کہ مولانا احمد

رضا خاں کا عقیدہ یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت صرف ۵۶۱ھ تک بند رہی ہے۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی وفات کے بعد پھر سے رسالت کا آغاز ہو گیا ہے اور اب جو رسول آئے گا۔ وہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ الرحمانی کا پہلے تابع رہا ہو گا۔ اس قصور پر مولانا احمد خاں کھوئے رہے اور اپنے آپ کو قادری کہتے اور لکھتے رہے۔

مولوی صاحب نے صرف اسی پر بس نہیں کی بلکہ اپنے اس دعویٰ پر دلیل یوں بنائی کہ خاتم الانبیاء والرسل صلی اللہ علیہ وسلم کو وعظ سنانے کے لئے حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی مجلس میں لے آئے۔

بریلوی عقیدہ کہ حضورؐ کو پیرانِ کا وعظ سُننے کی ضرورت تھی توبہ استغفر اللہ

مولانا احمد رضا خاں صاحب کی گستاخی ذرا ملاحظہ کیجیئے کہ امام الانبیاء والرسل صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی مجلس میں وعظ سُننے کے لئے کیسے لا رہے ہیں۔

آپ لکھتے ہیں:-

---

۲ حدائق بخشش حصہ دوم ص ۷

ولی کیا مرسل آئیں خود آئیں
وہ تری وعظ کی مجلس ہے یا غوث ۱

ولی تو ولی رہے، انبیاء تو انبیاء، مرسل تو مرسل، اے غوث تیری مجلس تو وہ ہے کہ امام الانبیاء الرسل صلی اللہ علیہ وسلم بھی آتے ہیں اور تیری مجلس وعظ میں وہ حاضری دیتے ہیں۔ (معاذ اللہ۔ استغفر اللہ۔ توبہ)

اسلامی عقائد میں بڑے سے بڑا ولی ایک ادنیٰ صحابی کے درجے تک نہیں پہنچ سکتا۔ چہ جائے کہ نبی اس کے دربار میں حاضری دے۔ حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ السامی لکھتے ہیں:

انہ لا یبلغ ولی من اولیاء الامۃ مرتبۃ صحابی من صحابۃ تلک الامۃ فکیف بمرتبۃ نبیھا ۔ ۲

(ترجمہ) اولیاء اُمت میں سے کوئی ولی کسی صحابی کے درجے تک نہیں پہنچ سکتا تو یہ کیسے ہو سکتا ہے وہ امت کے نبی کا درجہ حاصل کر لے۔

جب کوئی ولی کسی ادنیٰ صحابی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا تو کوئی ولی وہ درجہ کیسے حاصل کر سکتا ہے جس میں انبیاء وعظ سُننے کے لئے اس کے پاس حاظر ہوا کریں! کسی بھی مسلمان کا ایسا عقیدہ نہیں کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کسی صحابی یا ولی کے ہاں وعظ و نصیحت سننے کے لئے جائیں یا اس کی تقریر و تبلیغ موعظت و حکمت سُننے کے لئے اس کے پاس تشریف لائیں بلکہ سارے صحابہ کرامؓ آپ کے غلام تھے۔ وہ سب آپ کے در پر نصیحت سُننے کے لئے آتے تھے۔ آپ کو کسی کے ہاں وعظ سننے کے لئے جانے کی ضرورت نہ تھی۔

مولانا احمد رضا خاں پیرانِ پیر کو حضورؐ سے بڑھاتے ہوئے ایک جگہ لکھتے ہیں:-

خوبان چوگل بوعظ عبدالقادر
اعیان رُسل بوعظ عبدالقادر ۳

(ترجمہ) یعنی گُل (پھول) جیسے محبوب حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کی خدمت میں آتے ہیں، نہیں بلکہ (حضرت انبیاء) حضرت شیخ عبد القادر کی مجلس میں حاضری دیتے ہیں۔ بڑے بڑے رسول (مثلاً حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) یعنی حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی نصیحت کی مجلس میں حاضر ہوتے ہیں تا کہ کچھ نصیحت سُن پائیں۔

نہایت افسوس ہے کہ مولانا احمد رضا خاں بڑی چابکدستی کے ساتھ سے اپنے معتقدین کو توہین انبیاء پر لے آئے۔ مولوی صاحب کی اس گستاخی پر جتنا ماتم کیا جائے کم ہی کم ہے۔ اب تو آپ نے غور کر ہی لیا ہو گا اور فیصلہ کر ہی چکے ہوں گے کہ گستاخِ رسول کون ہے؟

منصب نبوّت کے لوازمات میرے لئے (مولانا احمد رضا)

مولانا احمد رضا خاں نے پہلے منصب نبوت کی طرف ایک چالاکی کے ساتھ پیش قدمی اور اس سلسلے میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی ذاتِ کریمہ کو بھی استعمال کیا، جب راستہ ہموار ہوتا ہوا نظر آیا اور بریلویوں کی عام جہالت کے پیشِ نظر اُمیدیں پوری ہوتی نظر آئیں تو بلاتاخیر اس راستہ پر جھپٹ پڑے اور بہانگِ دہل ان باتوں کا اعلان کر دیا جو صرف انبیاء کرام کے ساتھ مختص ہوا کرتی ہیں یعنی قوموں کو اپنے دین و مذہب کی دعوت دینا، جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے دی تھی۔ ان اعبدو اللہ واتقوہ واطیعون۔ (۲۹ سورۃ نوح ع۱) کہ اللہ کی بندگی کرو اور اس سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ یہ شان صرف انبیاء کرام کی ہی تھی، لیکن مولانا احمد رضا خاں اپنے دین و مذہب کی پیروی کی دعوت ان لفظوں میں فرماتے ہیں کیا یہ نبوت کا دعویٰ اور نبوت کا اعلان عام نہیں؟ کچھ تو سوچیئے آپ اپنی وصیّت میں لکھتے ہیں۔

''میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے۔ اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔'' ۴

(۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۵ھ دستخط فقیرا احمد رضا غفرلہ بقلم خود)

یعنی جو میرا مذہب ہے اس کو مضبوطی سے تھامے رکھنا اور اس کو قائم رکھنے کی تائید کرنا۔ ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ اس طرح کی وصیت صرف انبیاء کرام کی تعلیمات میں ہی ہو سکتی ہے۔

---

۱ حدائق بخشش حصہ دوم ص ۷۲ ۲ المنتخبات من المکتوبات الام الربانی ص ۲۱۳ ۳ حدائق بخشش، حصہ دوم۔ ص ۷۱

۴ وصایا شریف ص۱۲ مطبوعہ نوری کتب خانہ بازار اسلام گنج، لاہور

مولانا احمد رضا کے اس حکم کا خلاصہ اس کے سوا کیا ہے کہ منصب نبوت کے لوازمات میرے لئے ثابت ہیں، بس اب تم میری پیروی کرو۔

مولانا احمد رضا خاں نے اپنے آخری وقت میں جو وصیت کی وہ آپ کے سامنے ہے۔ آخری وقت میں اپنی اتباع کی اس طرح وصیّت کرنا یہ تو انبیاء کی شان تھی۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی تھی:

ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسسکتم بھما کتاب اللہ وسنۃ نبیہ ۱

(ترجمہ) میں تم میں دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں۔ جب تک تم ان سے تمسک کرتے رہو گے تم ہر گز گمراہ نہ ہو گے۔ ایک کتاب اللہ اور اسکے نبی کی سنت۔

دیکھا آپ نے انبیاء کرام کی وصیت کیا ہوا کرتی ہے۔ چونکہ مولانا احمد رضا خاں کو اپنی نبوت کا اعلان کرنا تھا۔ اس لئے آپ کہہ گئے کہ میری پیروی ہر فرض سے اہم فرض ۔ ایسا اعلان سوائے نبی کے اور کون کر سکتا ہے؟ امتی کو ایسا اعلان کرنے کی کبھی ضرورت نہیں ہوتی۔ مولانا احمد رضا کے اس اعلان کا نتیجہ یہ ہوا کہ بریلوی حضرات مولانا احمد رضا خاں کو خدا کی طرف سے مبعوث سمجھنے لگے۔ مولانا احمد رضا خاں کے ایک خلیفہ لکھتے ہیں:

ولا ھل السنۃ من اللہ احمد رضا خان ۲

(ترجمہ) یعنی اہلِ سنت (بریلویوں) کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے احمد رضا خاں صاحب ہیں:

کسی کا نام لے کر اُسے خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث بتلانا۔ یہ وہ نص ہے جو صرف پیغمبروں کی نشان دہی کرتی ہے۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

سوال پیدا ہوتا ہے کہ مولانا احمد رضا خان کا دین و مذہب کہاں کہاں کیلئے ہے اور آپ کن کن ملکوں کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ اس پر غور فرماویں اور اس گستاخ رسول پر کچھ آنسو بہائیں ممکن ہے اس سے اس کی اہل حق سے بغض کی آگ کچھ ٹھنڈی پڑ جائے۔

اہل اسلام کا متفقہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت مشرق ومغرب ،شمال وجنوب کے بسنے والے سب انسانوں کے لئے ہے یہ نہیں کہ آپ کی رسالت صرف عرب کے لئے ہو،عجم والوں کے لئے نہ ہو ۔ آپ کی نبوت مغرب میں تو ہو مگر مشرق میں نہ ہو (معاذاللہ) ایسا نہیں ہے۔بلکہ آپ کی رسالت تو ہرخطہ ارضی کو حاوی ہے۔

اہلِ عجم کیلئے مولانا رضا خاں کی رسالت کا اعلان

مولانا نورانی میاں کے والد مولانا شاہ عبد العلیم صدیقی کا عقیدہ تھا کہ مولانا احمد رضا خاں کی دعوت اہلِ عجم کے لئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلِ عرب کے لئے تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ تقابل نبوت کے سوا اور کس باب میں ہو سکتا ہے۔ آپ ہی فیصلہ کریں لیکن یہ شعر سُن کر:

ے
عرب میں جا کےان آنکھوں نے دیکھا جسکی صورت کو
عجم کے واسطے لاریب وہ قبلہ نما تم ہو ۳

(ترجمہ) یعنی جب میں عرب گیا تھا اور اس آنکھ سے جس صورتِ کریمہ کو دیکھا وہ تو صرف عرب تک محدود تھی۔ لیکن یعنی بلاد مشرق کے واسطے اے اعلحضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب آپ قبلہ نما ہیں۔۳

مولانا احمد رضا خاں کے اس اعلان پر کہ اب جو رسول آئے گا۔ وہ قادری ہو گا۔ اجرائے نبوت کا چور دروازہ کھل گیا۔ نورانی میاں کے والد مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی نے پوری جماعت بریلویت کی طرف سے ترجمانی کرتے ہوئے مولانا احمد رضا خاں کو اس دروازے میں دھکیل ہی دیا اور باقی سب بریلوی مولوی بھی ساتھ ہو گئے کہ ہم آپ کے اس ارشاد پر سر تسلیم خم کرتے ہیں اور آپ کے اس منصب کی قدر کرتے ہیں۔ تمام علماء اپنی طرف سے نذرانہ عقیدت پیش کریں گے۔ مولانا شاہ عبد العلیم صدیقی کا وہ اعلان یہ تھا کہ آپ پورے عجم کیلئے ہیں۔ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف عرب کے لئے تھے۔

دیکھئے رضا خانی حضرات کس گستاخی سے مولانا احمد رضا خاں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بالمقابل لے آئے کہ حضور ﷺ تو صرف عرب کے لئے تھے اور مولانا احمد رضا خاں عجم کے لئے ہیں۔ کیا یہ شان اقدس میں گستاخی نہیں۔ کیا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عرب و عجم کی سرداری کا انکار نہیں۔ سوچیں، غور کریں اور پھر فیصلہ کریں کہ گستاخ رسول کون ہے؟ اور پھر یہ بھی سوچیں کہ وہ کیسے پکڑا گیا۔

بریلوی علماء کی عجم سے اس وابستگی کا نتیجہ ہے کہ بریلوی اب تک عربوں کے خلاف ہیں۔ بلادِ عربیہ حجاز (مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ) جا کر بھی وہاں کے اماموں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے کہ ہمارے پیشوائے اعظم تو عجمی تھا۔ ہم عربی پیغمبر کے علاقے میں کیوں جماعت سے نماز پڑھیں۔ یہاں تو اس پیغمبر کے امتی ہی پڑھیں۔ ہم کیوں عربی امام کے پیچھے نماز پڑھیں۔ ہم نے تو اپنے پیشوا کی تابعداری کا حلف اٹھایا ہے اور جو بھی ہمارے عجمی قبلہ کا قائل ہو گا۔ ہم اس کی اقتدا کریں گے۔

(توبہ۔ استغفر اللہ گستاخی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے)

۱؎ موطاء امام مالک ص ۳۶۳

۲؎ رماح القھار علی کفر الکفار ۲؎ سوانح اعلحضرت ص ۱۴۸ ۳؎ قبلہ نما کے معنی '' سمت معلوم کرنے کا آلہ (کمپاس) '' یعنی اب عجم والے اگر صحیح سمت (صحیح دین و مذہب) معلوم کرنا چاہیں تو وہ مولانا احمد رضا خاں کے پاس آویں۔

ے
باز آ جاؤ ظالمو! اب بھی جفا و جور سے
کر لو کچھ اپنی حفاظت آنے والے دور سے

بریلوی اس شعر کے جواب میں کہہ دیتے ہیں کہ یہ غلطی نورانی میاں کے والد مولانا شاہ عبد العلیم صدیقی کی ہے۔ اعلحضرت کی نہیں، لیکن یہ جواب درست نہیں، کیونکہ مولانا شاہ عبد العلیم صدیقی کے ان اشعار سے مولانا احمد رضا خاں اتنے خوش ہو گئے تھے کہ گویا دونوں جہان کی دولت مل گئی، چنانچہ مولانا احمد رضا خاں نے شاہ عبد العلیم صدیقی کو ان اشعار پر خلافت مرحمت فرما دی اور ان سے خصوصی محبت ہونے لگی اور عملاً اس شعر کی پوری تصدیق کر دی کہ واقعی اہلِ عجم کے لئے میں ہی ہوں۔ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے لئے تھے۔ مولانا احمد رضا خاں کے سوانح نگار شاہ مانا میاں لکھتے ہیں۔

مولانا عبد العلیم صاحب جب اشعار سنا چکے تو اعلحضرت (مولانا احمد رضا خاں) نے نہ صرف ان اشعار کو پسند کیا۔ داد دی اور جوش مسرت میں اپنا قیمتی مخملی جبہ ان کی خدمت میں پیش کر دیا۔ ۱؎

خانصاحب شاہ عبد العلیم صدیقی سے جو خصوصی محبت کرتے تھے۔ سُنا ہے بہت سے لوگ شاہ احمد نورانی سے بھی ایسی ہی محبت کرتے ہیں۔ مولانا احمد رضا خاں نے شاہ عبد العلیم صدیقی کے ان اشعار پرخصوصی قیمتی مخملی جبہ کیوں عطا فرمایایہ اس وقت کا موضوع نہیں، لیکن اس سے اتنا ضرور پتہ چلتا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی حلقوں میں پورے عجم کے لئے قبلہ نما تسلیم کر لئے گئے تھے اور اس طرح آپ کی دیرینہ آرزو پوری ہو گئی تھی کہ قادری سلسلے کا ایک شخص مرتبہ نبوت کو پہنچ جائے گا۔

ے
انجام وے آغاز رسالت باشد
اینک گو تابع عبد القادر ۲؎
(حاصل اس کا یہ ہے کہ لو! میں آ گیا ہوں)

بہر حال مولانا احمد رضا خاں یا نورانی میاں کے والد شاہ عبد العلیم بڑے حضرت ہوں یا چھوٹے حضرت۔ اس گستاخی میں دونوں برابر کے شریک ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا گستاخی ہو گی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو سارے عالم مشرق و مغرب عرب و عجم کے لئے تسلیم نہ کیا۔ بلکہ خود ہی عجم میں مدِ مقابل بن بیٹھے اور اپنے حواریوں سے اس کی تصدیق کرا دی۔ (معاذ اللہ)

قارئین کرام پر اب بالکل ہی واضح ہو چکا ہو گا کہ گستاخِ رسول کون ہے؟

منصب نبوت کے اعلان کی مزید تائید

جب مولانا احمد رضا خاں نے دعویٰ نبوت عام کر دیا اور نورانی میاں کے والد شاہ عبد العلیم صدیقی نے پوری جماعت کی ترجمانی کرتے ہوئے۔ اس منصب کو تسلیم کر لیا تو تقاضا ہوا کہ چونکہ نبی ہمیشہ لغزشوں اور خطاؤں سے محفوظ ہوتے ہیں تو مولانا احمد رضا خاں میں بھی یہ وصف موعود ثابت کیا جائے۔ جب یہ سوال اٹھا تو بریلویوں کے محدث اعظم مولوی محمد اشرف کچھو چھوی نے ایک خطبہ صدارت دیا اور اس میں مولانا احمد رضا خاں کے لغزشوں سے محفوظ ہونے کا عنوان قائم کیا اور اسکو پورے بریلوی سربراہوں کی تصدیق کے بعد محدثِ اعظم کے صاحبزادے مدنی میاں نے اپنے ماہنامہ المیزان کے امام احمد رضا نمبر میں اُسے شائع کیا۔ چنانچہ اس ماہنامہ میں مولوی محمد اشرف کچھو چھوی کے خطبۂ صدارت پر یہ سرخی لگائی گئی۔

امام بریلوی کا لغزشوں سے محفوظ رہنا [۳]

اس میں آپ نے اس بات کو واضح کر دیا کہ بریلویوں کے عقیدے میں مولانا احمد رضا خاں سے ہر لغزش سے محفوظ رہے۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ جسے چاہے لغزشوں سے محفوظ رکھے لیکن اس کلّی حفاظت کا عمومی دعویٰ سوائے پیغمبر کے اور کس کے لئے ہو سکتا ہے؟ آئمہ اربعہ میں سے کسی نے صحابی کے لئے بھی اس کلّی حفاظت کا عمومی دعویٰ نہیں کیا؟ سوچیں کہ جو شان صرف انبیاء کرام کی ہو سکتی تھی۔ اسکو بریلویوں نے کس طرح مولانا احمد رضا خاں کے لئے تجویز کر دیا تاکہ عربی پیغمبر (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) جس طرح لغزشوں سے محفوظ رہے ہیں۔ اسی طرح یہ عجمی پیغمبر (مولانا احمد رضا خاں) بھی لغزشوں سے محفوظ تسلیم کئے جائیں بلکہ مولانا احمد رضا خاں تو خود کہہ چکے تھے کہ '' میرے دین و مذہب پر چلنا ضروری ہے ''۔ کیا یہ مولانا احمد

---

[۱] سوانح اعلٰحضرت ص۱۴۸ [۲] حدائق بخشش حصہ ۲ ص ۷۲ [۳] ماہنامہ المیزان امام احمد رضا نمبر

رضا خاں کے منصب نبوت کا عقیدہ نہیں اور کیا یہ گستاخی نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت کاملہ کو مولانا احمد رضا خاں کے ساتھ تقسیم کرا دیا جائے۔ (معاذ اللہ)

سوچیں غور کریں، پھر واضح طور پر بتلائیں کی گستاخ رسول کون ہے؟ اور یہ بھی سوچیں کہ بچپن میں بازاری عورتوں کو ستر کا دکھانا اور پھر اس پر متنبہ کرنے والا کہ ستر کا مزاج کیسے بگڑتا ہے۔ کس طرح لغزشوں سے محفوظ رہ سکا ہو گا۔

بریلویوں کی جسارت دیکھیئے کہ ان لوگوں کو اس پر بھی اطمینان نہ ہوا۔ اس سے بھی آگے بڑھے مولانا احمد رضا خاں کے لئے خدائی صفات اور پیغمبری صفات کا ابہام ان لفظوں میں ترتیب دیا۔ کوئی اعتراض کرے تو لفظی معنی بتلا کر جواب دے دیا جائے اور کوئی سوال نہ کرے تو اس صفت ابہام سے مولانا احمد رضا خاں کے لئے خدائی صفات اور پیغمبرانہ شان ثابت کر دی جائیں۔ لگے ہاتھوں یہ خطبہ بھی سن لیں۔

الحمد لله الا حد رضاء سيّد نا احمد واصلى وأسلم سيّدنا احمد رضاء لله الواحد الصمد وعلى جميع من رضى الله عنهم ورضو اعنه احمد الرضاء من الازل الى الابد۔

ان آخری لفظوں پر غور کرو احمد الرضاء من الازل الى الابدمیں کس طرح مولانا احمد رضا خاں کے لئے ازلی ابدی ہونے کا ابہام پیدا کیا جا رہا ہے۔ سو جو لوگ ایک عام آدمی کے لئے خدائی صفات کا ابہام پیدا کرنا اور اس کیلئے اُسے سرمایہ فخر جانتے ہوں۔ ان کے لئے اب پیغمبر کس صف اور کس شمار میں ہوں گے۔ اسے ذرا آگے مطالعہ کیجئے:

شیطان حضورﷺ کی سی آواز بنا سکتا ہے (استغفر اللہ)

مولانا احمد رضا خاں کے خلیفہ مفتی احمد یار لکھتے ہیں۔

شیطان اپنی آواز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے مشابہ کر سکتا ہے۔ ۲

مولانا احمد رضا خاں کے خلیفہ خاص مفتی احمد یار نے جب یہ عقیدہ پیش کیا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی خداوندی سنائی اور جب آپ نے اسکو اپنی زبان سے ادا فرمایا تو اس میں شیطان کی آواز بھی شامل ہو گئی کیونکہ شیطان آپ جیسی آواز بنا سکتا ہے۔ (معاذ اللہ) مگر جب مولانا احمد رضا کی باری آتی ہے تو بریلوی مولوی محمد اشرف کچھو چھوی کا یہ بیان اپنے اس عجمی پیشوا کے بارے میں یوں پیش کرتے ہیں:

اعلحضرت کی زبان و قلم کا یہ حال دیکھا کہ اللہ تعالی نے اپنی حفاظت میں لے لیا ہے اور زبان و قلم نقطہ برابر خطا کرے۔ اس کو ناممکن فرما دیا۔ ۳

مولانا احمد رضا خاں جیسے شخص کو تو گناہوں سے محفوظ کہا جا رہا ہے لیکن دخلِ شیطانی مانا جا رہا ہے تو حضورﷺ کی آواز مبارک کے ساتھ (معاذ اللہ) حالانکہ گناہ کا ناممکن ہونا تو صرف انبیاء کرام کی شان ہی ہو سکتی تھی جو مولانا احمد رضا خاں کے لئے ثابت کی جا رہی ہے کیا یہ مولانا احمد رضا خاں کے لئے منصبِ نبوت کا اقرار نہیں؟ اس سے نورانی میاں کے والد مولانا عبد العلیم صدیقی کے عقیدے کی مزید وضاحت ہو جاتی ہے کہ مولانا احمد رضا خاں واقعی عجمی ممالک کے لئے قبلہ نما تھے۔ جس طرح کہ پیغمبر عربی عرب کے لئے تھے۔ (استغفر اللہ۔ معاذ اللہ۔ توبہ توبہ)

رہی یہ بات کہ مولانا احمد رضا خاں لغزشوں سے پاک تھے یا نہیں؟ یہ اس وقت کا موضوع نہیں البتہ کبھی ۱۸ سال کی عمر کی لڑکی پر نظر اور کبھی اس کی ماں کی کھلی چھاتی پر نظر، کبھی نظر کا بہکنا، کبھی دل کا بہکنا اور پھر ستر کا مزاج خراب ہونا ان تمام کوچوں سے آشنائی اور پھر ۲۵ رمضان المبارک کو نماز عصر میں اور قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد (یعنی درود شریف کے وقت) نفس کی حرکت سے اپنے انگرکھے کا بند توڑنا اور طوائف کے عام طور طریقے سے گہری واقفیت کیا مولانا احمد رضا خاں کے اعمال و اخلاق کی کھلی شہادتیں نہیں؟ اب آپ ہی سوچیں کہ پھر کچھو چھوی صاحب کا یہ بیان کیسے قبول کیا جا سکتا ہے کہ '' امام بریلوی لغزشوں سے محفوظ تھے ''۔ ۴

بہر حال صورت حال جو بھی ہو کچھو چھوی صاحب کا دعویٰ اس سلسلے میں بڑے میاں سو بڑے میاں چھوٹے میاں (معاذ اللہ) والا معاملہ ہے۔

---

۱ ماہنامہ المیزان امام احمد رضا نمبر ص ۲۴۱ ۲ مواعظ نعیمیہ حصہ دوم ص ۱۴۲ ۳ ماہنامہ المیزان امام احمد رضا نمبر ص ۲۴۸ ۴ مزید توضیح درکار ہو تو تحقیق حنیف فی دھاکہ شریف (جدید) کا مطالعہ کیجئے۔ جس میں اس جماعت بریلوی کے تمام اندرونی رازوں کو آشکار کیا ہے

جہاں تک امر واقع کا تعلق ہے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی میں خانصاحب، شاہ صاحب اور کچھو چھوی صاحب سب برابر کے شریک ہیں۔

اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ گستاخ رسول کون ہیں؟

اہلِ اسلام کا عقیدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ہر عضو بے مثال ہے کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اسی لئے آپ کے جسم مبارک کے ساتھ کسی حقیر چیز کو تشبیہ دینا اور وہ بھی کفار و مشرکین کے ہاتھوں ایجاد کی ہوئی اشیاء کو۔ ہر گز ہر گز مناسب نہیں، ایسا کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت گستاخی اور سراسر بے ادبی ہو گی اور یہ راہِ عمل رحمت خداوندی سے محرومی کا سامان ہو گا۔

بے ادب محروم گشت از فضل رب

مرزا غلام احمد قادیانی نے جس طرح پہلے مجددیت کا دعویٰ کیا۔ پھر ظل بروزی نبی کا مسئلہ اٹھایا پھر مستقل نبوت کا دعویٰ کرکے نبی بن بیٹھا۔ مسیلمہ پنجاب بننے کے ساتھ ساتھ توہین انبیاء کی طرف بڑھا اور آہستہ آہستہ توہین و تنقیص میں اتنا آگے نکل گیا کہ خاتم الانبیاءوالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں بھی توہین کرنے سے باز نہ رہا اور اپنے معجزات کو حضورﷺ کے معجزات سے زیادہ بتلایا۔

اس طرح بریلی سے مولانا احمد رضا خاں نے منصبِ نبوت کی طرف پیش قدمی کی۔ پھر قادری اور تابع قادری کا مسئلہ اٹھایا پھر مامور من اللہ ہونے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ منصب نبوت کا اعلان کر دیا۔ پھر آپ کے خلفاء علماء نے توہین انبیاء و تنقیص مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا سلسلہ شروع کیا کہ اب تک جاری ہے اور ان بریلویوں نے انبیاء کرام کی گستاخی میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی اور سنئے۔

حضورﷺ کا دہن مبارک رائفل کی طرح تھا (استغفر اللہ)

مولانا احمد رضا خاں کے خلیفہ خاص مفتی احمد یار گستاخی میں اس قدر آگے نکل گئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک کے لئے ایک اور توہین آمیزتشبیہ آیجاد کی! مفتی صاحب لکھتے ہیں:

قل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان شریف کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی اے میرے محبوب دعا ہماری بتائی ہوئی ہو اور زبان تمہاری ہو۔ کارتوس رائفل سے پوری مار کرتا ہے۔ [1]

مفتی صاحب نے اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کو رائفل کہا کیا یہ گستاخی نہیں؟ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کا درجہ رائفل کا ہی ہے؟ کیا آپ کی زبان مبارک رائفل تھی؟ مسلمانو! سوچو! رائفل کسے کہا جاتا ہے کچھ تو سوچو وہ زبان جس نے کبھی دشمن کو بھی گالی نہ دی۔ کبھی کسی کا دل نہ دکھایا ہو، اسے کسی درجے میں رائفل کہا جا سکتا ہے گستاخو! کچھ تو غور کر لیا ہوتا اور پھر اسی پر بس نہیں آگے چلیئے:

خدا کے حضور کی گئی دعا کو کارتوس کہنا (استغفر اللہ)

مولانا احمد رضا خاں کے خلیفہ خاص نے اسی پر بس نہیں کی۔ بلکہ اسی عبارت میں اللہ کے حضور کی گئی دعا کو کارتوس کہا۔ دعا خدا کے حضور جاتی ہے۔ کارتوس دشمن کی طرف جاتا ہے۔ بریلویو! اگر تم خدا کو اپنا دشمن ہی سمجھتے ہو تو کیا تم اتنی عقل بھی نہیں رکھتے کہ سوچو کہ تمھارا کوئی کارتوس خدا کو ہر گز بے کار نہیں کر سکتا۔

مسلمانو! گستاخوں کی گستاخیاں ملاحظہ کرو کہ کس طرح ایک ہی عبارت میں اللہ تعالےٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دعا جیسی متبرک عبادت ہر ایک کو اپنی گستاخیوں میں لپیٹ دیا۔

اب آپ ہی بتائیں کہ کیا مولانا احمد رضا خاں کے خلیفہ خاص مفتی احمد یار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کو رائفل نہیں بتایا کیا اس زبان مبارک کو رائفل سے تشبیہ نہیں دی۔ جس زبان نے کبھی اپنے دشمن کو بھی بدعا نہیں دی تھی۔

مسلمانو! سوچو مفتی صاحب نے دعا کو کارتوس کہا اور یہ بات تو سب جانتے ہیں کہ کارتوس تو ہمیشہ دشمن کے رُخ ہی جاتا ہے کیا اس تشبیہ میں اس گستاخ نے اللہ تعالیٰ کو دشمن نہ کہا۔ افسوس کہ ان صاحب کو مفتی صاحب کہلاتے ہوئے بھی کچھ حجاب نہ آیا، کچھ تو خیال کیا ہوتا۔

---

[1] نورالفرقان ص ۸۵۵ [2] معلوم نہیں مفتی صاحب نے اس کے تخصیص کیوں فرمائی مگر مولوی عنات اللہ اکثر کہا کرتے تھے کہ اس جانور کے گردے کھانے سے انسان کو حیوان سے نکاح کرنے کی ضرورت یا گالیاں دینے کی عادت پڑھ جاتی ہے۔یہاں تک کہ انسان پریشانی میں بعض اوقات اپنے آپ کو بھی کتے کا بچہ سمجھنے لگتا ہے۔ حیوان سے نکاح ہونے کا ذکر مولانا احمد رضا خاں نے ملفوظات ۲ ص ۱۰۰ میں کیا ہے

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ گستاخِ رسول کون ہے؟ اور اب تو فیصلہ ہو ہی چکا۔ مولانا احمد رضا خاں کے خلیفہ خاص مفتی احمد یار نے اس توہین پر اکتفا نہیں کی۔ بلکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص میں اس قدر آگے نکل گئے کہ ابوجہل اور ابولہب نے بھی ایسے ناپاک کلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نہ کہے ہوں گے۔ ہمیں مفتی صاحب پر تعجب نہیں۔ وہ تو مولانا احمد رضا خاں کے براہِ راست خلیفہ تھے، تعجب ان بریلویوں پر ہے۔ جنہوں نے مولانا احمد رضا خاں کو دیکھا بھی نہیں، پھر بھی گستاخیاں مولانا احمد رضا خاں والیاں ہی کرتے ہیں:

آگے چلیئے اور بریلویوں کی ان گستاخیوں کا نوٹس لیجیئے۔

اہلِ اسلام کا عقیدہ ہے کہ جو چیز بھی مومنین کے لئے حلال ہوئی۔ وہ اللہ تعالیٰ لی طرف سے ہوئی ہے اور جو چیز بھی حرام ہوئی، وہ بھی اللہ نے ہی حرام فرمائی ہے۔

اب قرآن اس پر شاہد ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس حلال و حرام کے بیان کرنے والے ہیں۔ تحلیل (حلال کرنا) و تحریم (حرام کرنا) آپ کے اپنے ماتحت نہ تھیں۔

مگر رضا خانی مذہب یہ ہے کہ خنزیر کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا اور کتّے بلّے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رکھ لئے تاکہ وہ اس کو حرام فرما دیں۔

ربّ نے حضور ﷺ کے حرام کرنے کے لئے کتّے بلّے رکھے (استغفر اللہ)

مفتی احمد یار لکھتے ہیں:

رب کی مرضی یہ تھی کہ سور کا گوشت میں حرام کروں اور اسکے باقی اجزاء (پوست مغز۔ گردہ۔ منہ ۲) میرے حبیب حرام فرما دیں۔ جیسے اس نے صرف سور کو حرام کیا باقی کتا بلاّ اس کے حبیب نے۔ [1]

شریعت کے مسائل میں کیا خدا اور رسول ایک دوسرے کے قسیم ہیں؟ جن میں تقسیم کار جاری ہوئی یا اللہ کے رسول اللہ کے ماتحت ہوتے ہیں۔ پھر بریلویوں نے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کے بالمقابل ہی رکھا تھا تو آپ کی کارکردگی کے لئے کیا انہوں نے کتے بلّے ہی منتخب کرنے تھے۔

بریلویو! کچھ تو سوچ لیتے اتنی بے ادبیوں اور گستاخیوں کے ساتھ حشر کے دن حضورصلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھاؤ گے۔

استغفر اللہ! سبحانک ہذا بہتان عظیم! مفتی صاحب کو کیا ہو گیا۔ کیا انہیں کتے بلّے کے علاوہ اور کسی چیز کا نام ہی یاد نہ رہا تھا۔ جس کے لئے وہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو منتخب فرما رہے تھے۔ جس انداز میں مفتی صاحب نے یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا ہے۔ کیا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کھلی گستاخی نہیں؟ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں کتے بلّے حرام فرمانے کے لئے ہی آئے تھے؟ (معاذ اللہ) مفتی صاحب تو خیر مولانا احمد رضا خاں کے خلیفۂ خاص تھے مگر دوسرے بریلویوں کو جو مولانا احمد رضا خاں کی طرح حضورصلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ نہیں۔ ہم انہیں اس تحریر پر غور کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ وہ سوچیں اور گستاخانِ رسول کے ساتھ ان باتوں میں شامل نہ ہوں۔

حضور شکاری کی طرح تھے جسکا ظاہر کچھ ہوتا ہے اور باطن کچھ (استغفر اللہ)

مفتی احمد یار خلیفہ خاص مولانا احمد رضا خاں کی گستاخیوں کو ملاحظہ کرتے جائیں کہ کھلے بندوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شکاری کہا اور مولانا احمد رضا خاں کے اس خلیفہ کو یہ گستاخی کرتے کچھ حیا نہ آئی بلکہ بات یہاں تک بڑھی کہ اس مثال میں خود قرآن کو بھی جانوروں کی بولی کہہ دیا۔ استغفر اللہ ثم استغفر اللہ! اس بے ادبی اور گستاخی پر آسمان کیوں پھٹ نہیں پڑتا اور زمین کیوں شق نہیں ہو جاتی۔ اس جیسی گستاخی شاید اب

---

[1] نور الفرقان ص ۳۹

تک کسی بدبخت کی قسمت میں نہ آئی ہو گی۔ (معاذ اللہ) مسلمانوں کا تو عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام کا ظاہر و باطن ایک ہوتا ہے۔الگ الگ نہیں ہوتا مگر بریلوی عقیدہ ہے کہ نبی کاظاہر و باطن الگ الگ ہوتا ہے وہ شکاری کی طرح ہوتے ہیں اور دورنگی چال چلتے ہیں۔ ان کی سیرت کیا ہوتی ہے؟ بریلوی جواب سنیے کہ ظاہر کچھ ہوتا ہے اور باطن کچھ ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی میں بشر ہوں۔ بریلوی عقیدے میں ایک شکاری کا رول تھا۔ شکاری کا بہروپ واقعی کچھ ہوتا ہے اور حقیقت کچھ اور ہوتی ہے۔ اسی طرح آپ کے اس ارشاد کو جو کہ قرآنی حکم تھا۔ شکاری کا جال سمجھا گیا اور ان لوگوں کو یہ گستاخی کرتے ہوئے کچھ باک نہ ہوا۔

مولانا احمد رضا خاں کے خلیفہ خاص مفتی احمد یار لکھتے ہیں:

"میں تمہاری جنس سے ہوں یعنی بشر ہوں، شکاری جانوروں کی سی آواز نکال کر شکار کرتا ہے۔" [1]

معاذ اللہ۔ توبہ۔ توبہ۔ جس طرح شکاری کا ظاہر کچھ اور ہوتا ہے اور باطن کچھ اور۔ بریلویوں کے عقیدہ میں اسی طرح (معاذ اللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ظاہر و باطن کچھ اور تھا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا گستاخی ہو گی کہ رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک شکاری کہہ دیا جائےاوراللہ کے اس فرمان کوجال سمجھاجائے۔ اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ گستاخِ رسول کون ہے؟

حضور ﷺ کو سانپ سے تشبیہ دینا (خلیفہ خاص مولانا احمد رضا خاں)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چاند سے تشبیہ دینے کے لئے بھی تیار نہ تھیں مگر افسوس کہ بریلویوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سانپ سے تشبیہ دینے سے بھی گریز نہ کیا۔ یہ سب کچھ کس لئے تاکہ کسی طرح آپ کی بشریت کا انکار ہو سکے۔ مفتی یار احمد لکھتے ہیں:

''عصائے موسوی سانپ کی شکل میں ہو کر سب کچھ نگل گیا تھا۔ ایسے ہی ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نوری بشر ہیں۔ کھانا پینا نکاح اس بشریت کے احکام تھے۔''[۱]

ایک حسی وجودِاطہر کو سانپ سے تشبیہ دینا کتنی بڑی جسارت ہے۔ مشبہ مشبہ بہ میں سے ایک بھی معنوی ہوتا تو شائد ہم کوئی تاویل کر لیتے، لیکن افسوس کہ بریلویوں سے جب ہم نے اس کی شکایت کی تو انہوں نے کہا کہ چونکہ سانپ ہمارے ساتھ میلاد میں شامل ہوتا ہے۔ اس لئے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سانپ سے تشبیہ دے دی گئی تو کیا ہو گیا۔ ہم نے پوچھا۔ اس کا کیا ثبوت ہے کہ وہ میلاد میں آتا ہے۔

مجلس میلاد شریف کی تھی۔ جب خوب مجمع جمع ہو گیا۔ ایک سانپ تیزی سے آیا اور منبر کے نیچے بیٹھ گیا۔ جب تک مجلس شریف ہوتی رہی۔ بیٹھا سنتا رہا بعد ختم چلا گیا نہ آتے کسی کو آزار پہنچایا نہ جاتے لوگوں نے بہت چاہا کہ اُسے مار دیں۔مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے سب کو باز رکھا کہ یہ سرکاری مہمان کی حیثیت سے ہے۔ میں ہر گز نہ مارنے دوں گا۔[۳]

یہ ہر گز نہ سمجھا جائے کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شکاری سے تشبیہ دینا یا سانپ سے تشبیہ دینا۔ مفتی صاحبان اور فقہاء کرام کا عمل ہے؟ ہر گز نہیں۔ یہ صرف نام کے مفتی ہیں۔ دینی پیشوا ہر گز نہیں۔ بریلی کے یہ خانزادے گستاخیوں میں اس قدر آگے نکل گئے ہیں کہ انہیں کسی قیمت پر کوئی شخص پیشوا ماننے کے لئے تیار نہ ہو سکا۔

ؔ

مفتی نہیں فقیہہ نہیں پیشوا نہیں
یہ خانزادگان بریلی شریف ہیں
گستاخیوں میں ان سے بڑھکر نہ پاؤ گے
طرّوں کے پیچ و خم کی بناء پر شریف ہیں

قرآنی آواز جانوروں کی سی جعلی بولی کی طرح ایک چال ہے (مولانا احمد رضا خاں)

اوپر کی بحث میں آپ دیکھ آئے کہ مفتی احمد نے قرآنی آیت قل انما انا بشر مثلکم یوحی الیّ کو کس ڈھٹائی سے جانوروں کی جعلی بولی سے تشبیہ دی۔ قرآن کریم جو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور کلام غیر مخلوق ہے۔ اسے مخلوق قرار دینا اور مخلوق میں سے جانوروں کی بولی سے ملانا یہ

---

[۱] جاء الحق ص ۱۷۵ [۲] مراۃ المناجح ص ۲۴ [۳] ملفوظات حصہ چہارم ص ۳۶

عقیدہ بریلویوں کے سوا کس کی قسمت میں ہو سکتا تھا۔ کچھ تو سوچیئے اور اوپر کی عبارت میں ایک دفعہ پھر غور کیجیئے۔ کیا یہ اس پہلو سے کیا ایک اور گستاخی نہیں۔ (معاذ اللہ، ثم معاذ اللہ)

انبیاء کرام کا قبروں میں عجیب شغل ہوتا ہے (مولانا احمد رضا خاں)

حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبور مطہرہ میں حیات ہیں اور عالم برزخ کے مناسب وہاں نمازیں پڑھتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہیں۔ کھانے پینے اور خواہشات نفسانی سے مستغنی ہیں۔ مگر بریلوی عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام اپنی قبور میں اپنی قبور میں اپنی بیویوں کے ساتھ عجیب شغل فرماتے ہیں مولانا احمد رضا خاں فرماتے ہیں:

''انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج پیش کی جاتی ہیں اور وہ ان کےسے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔ ''[1]

معاذ اللہ ثم معاذ اللہ، استغفر اللہ۔ خانصاحب نے ایسے مسائل قرآن میں پڑھا یا حدیث میں؟ اہلِ علم جانتے ہیں کہ قرآن و حدیث میں ان کا کوئی نشان نہیں ہے۔ مولانا احمد رضا خاں نے یہ کہہ کر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان میں بہت بڑی گستاخی کی ہے۔ چونکہ بریلویوں کا فرشتوں کے بارے میں عقیدہ یہ ہے کہ وہ عورتوں سے صحبت بھی کرتے ہیں تو انھوں نے انبیاء کرام کو بھی قبروں میں اسی شغل میں مشغول بتایا۔

مفتی احمد یار فرشتوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

''فرشتے شکل انسانی میں آ کر کھاتے پیتے ہیں بلکہ صحبت بھی کر سکتے ہیں۔'' [2]

اب تو سب حضرات سمجھ گئے ہوں گے کہ مولانا احمد رضا خاں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بڑی گستاخی ہی کی جو انبیاء کرام کو اپنی قبروں میں اس شغل میں مصروف بتلایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ بتلائیں کہ انبیاء کرام اپنی قبور میں نمازیں پڑھتے ہیں اور مولانا احمد رضا خاں یہ کہیں کہ نہیں وہ تو قبروں میں اپنی بیویوں سے مشغول رہتے ہیں۔ معاذ اللہ اس سے بڑھ کر افسوس یہ ہے کہ بریلویوں نے اسے ملفوظات میں اس مقام پر جگہ دی ہے۔ جہاں انھوں نے یہ بات بیان کی ہے کہ مزاروں پر لڑکیوں کا چڑھاوا بھی چڑھتا ہے اور وہاں سے آوازیں آتی ہیں کہ فلاں حجرہ میں اسے لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو۔ [3]۔ توبہ۔ استغفر اللہ۔ توبہ استغفر اللہ

بہرحال اس گستاخ کے مذکورہ بالا الفاظ پھر پڑھیں اور ذرا جگر تھام کر پڑھیں خان صاحب نے اس میں پیش کی جاتی ہیں۔کہہ کر اللہ تعالیٰ وحدہٗ لا شریک لہٗ کی بھی سخت گستاخی کی ہے۔

خان صاحب کہنا تو یہ چاہتے ہیں کہ انبیاء کرام اپنی قبور میں اس وقت کے منتظر رہتے ہیں کہ کوئی ان کے سامنے بیویوں کو پیش کرے۔ لیکن وہ یہ نہیں بتاتے کہ انبیاء کرام پر ان بیویوں کو پیش کرنے والا کون ہے؟ دنیا میں بھی خاوند بیوی کا رشتہ اس طرح نہیں ہوتا کہ کوئی تیسرا شخص بیوی کو خاوند کے سامنے پیش کرے۔

گستاخوں کی یہ گستاخی نہایت ہی قابلِ صد افسوس ہے اور سب مسلمانوں کے لئے باعثِ ندامت ہے۔ خان صاحب نے ایک ہی عبارت میں گستاخی کی وہ حد کی ہے جو کسی بڑے سے بڑے گستاخ کو بھی نہ سوجھی ہو گی۔

سوچیں اور غور کریں۔ اب تو فیصلہ ہو ہی چکا کہ گستاخِ رسول کون ہے؟ بعض بریلوی یہ کہتے سنے گئے ہیں کہ یہ بات مولانا احمد رضا خاں نے اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ محمد بن عبد الباقی الزرقانی سے لی ہے۔ ہم پوچھتے ہیں۔ مولانا احمد رضا خاں نے اسے اپنی حمایت کے لئے نقل کیا ہے یا وہ اس عقیدے کی تردید کرنا چاہتے ہیں۔ اگر پہلی صورت متعین ہے تو کیا یہ مولانا احمد رضا خاں کا عقیدہ نہ ہوا؟

قارئین کی اطلاع کے لئے ہم بتلائے دیتے ہیں کہ یہ عقیدہ محمد بن عبد الباقی الزرقانی نے کہیں نہیں لکھا۔ مولانا احمد رضا خاں نے یہاں کھلا جھوٹ بولا ہے کہ اپنے عقیدہ فاسدہ کو شیخ زرقانی کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ موصوف نے یہ بات ہر گز کہیں نہیں کہی۔

اس قسم کے عقیدے کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ مولانا احمد رضا خاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کے لئے ایسا اندازِ لباس بتائیں کہ خواہ مخواہ اس کے مناسب غلط تصورات ذہن میں اُبھرنے لگیں، لیکن افسوس کہ مولانا احمد رضا خاں کو ام المومنین حضرت عائشہ کے لباس کا یہ نقشہ کھینچتے ہوئے کچھ شرم و حیا مانع نہ آئی۔ (معاذ اللہ)

---

[1] ملفوظات حصہ سوم ۲۸ [2] مرآۃ المناجیح ص ۲۴ [2] ملفوظات حصہ چہارم ص ۳۶ [3] ملفوظات حصہ سوم ص ۲۸

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کی شان میں گستاخی

مولانا احمد رضا خاں لکھتے ہیں:

تنگ و چست ان کا لباس اور وہ جوبن کا ابھار

مسکی جاتی ہے قبا سر سے تک لے کر
یہ پھٹا پڑتا ہے جوبن میرے دل کی صورت
کہ ہوئے جاتے ہیں جامہ سے بروں سینہ و بر ا

مولانا احمد رضا خاں کہہ رہے ہیں کہ حضرت عائشہ کی قمیص اتنی تنگ و چست تھی کہ جوانی پھٹی پڑتی تھی اور چھاتیاں قمیص سے باہر آ رہی تھیں اور اس طرح میرا دل بھی پھٹ رہا تھا۔ (معاذ اللہ۔ استغفر اللہ۔ توبہ۔ توبہ۔ خدا کی پناہ)

کیا یہ گستاخی کی انتہا نہیں۔ کیا مولانا احمد رضا خاں نے ام المومنینؓ تمام مسلمانوں کی ماں بہن پر بے حیائی کے یہ فحش شعر نہیں لگائے۔ کیا یہ گستاخی نہیں۔ کوئی شریف انسان اپنی ماں کے بارے میں اس قسم کی شرمناک گستاخی کر سکتا ہے؟ چہ جائے کہ اس ماں کے بارے میں جو تمام مومنین کے سر کی تاج ہو، جو تمام مومنین کی ماں ہو اور جن کی پاکیزگی کی شہادت خود اللہ تعالیٰ نے دی ہو۔ مسلمانو! سوچو، مسلمانو! کچھ تو غور کرو۔ بریلوی کس طرح اپنی گستاخی میں حد سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ کیا ان کو کوئی روکنے والا نہیں؟

کیا شاہ احمد نورانی کا چہرہ اور حضورﷺ کا چہرہ ایک جیسا ہے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا حقیقت میں آپ ہی کی زیارت کرنی ہے اور آپ کی زیارت ہو جانا یہ بڑی باعث برکت اور مقامِ مرتبت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور افرادِ امت خواہ صحابہ ہوں۔ خواہ تابعی ہوں۔ خواہ ولی ہوں۔ ان کی زیارت سے وہ مقام نہیں ملتا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ے حاصل ہوتا ہے۔اور یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ کوئی چیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے انور کی برابری نہیں کر سکتا۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

مگر بریلوی عقیدہ ہے کہ یہ شان تو مولانا احمد رضا خاں میں بھی تھی۔ تبھی تو انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کرائی اور آج کے دور میں یہ شان احمد شاہ نورانی کی ہے۔ لہٰذا جس آدمی کہ یہ خواہش ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے انور کی زیارت کرے۔ اُسے بریلوی لوگ برملا کہتے ہیں کہ وہ شاہ احمد نورانی کا چہرہ دیکھ لے۔ (معاذ اللہ) بریلویوں کی خفیہ مجالس میں اس عقیدے پر بہت زور دیا جاتا ہے۔

فیصل آباد میں جناب نورانی میاں کے والد شاہ عبد العلیم صدیقی کی یاد میں ایک جلسہ ہوا۔ نورانی میاں نے اس سے خطاب کیا۔ اس جلسہ کے اسٹیج سیکرٹری جناب غلام رسول بریلوی نے سرِ عام نورانی میاں کا تعارف ان الفاظ میں کرایا۔

''شاہ احمد نورانی اپنے عظیم باپ کے عظیم فرزند ہیں اور میں یہ کہنے میں باک محسوس نہیں کرتا کہ شاہ احمد نورانی صدیقی کا نورانی چہرہ دیکھنا موجودہ دور میں حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے برابر ہے۔'' ۲

جناب نورانی میاں کا چہرہ ہم نے بھی دیکھا ہوا ہے اور جس نے بھی ایک دفعہ دیکھا۔ اُسے دوبارہ اسے دیکھنے کی کبھی خواہش نہیں ہوئی۔ یہ کوئی چیرہ ہی ایسا ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نورانی چہرہ ایسا تھا کہ اسے چاند سے ملانے پر بھی فیصلہ یہی ہوتا تھا کہ چاند اس کی برابری نہیں کر سکتا۔

ہم حیران ہیں کہ جناب غلام رسول بریلوی کی زبان کو ایسے الفاظ کہنے کی کیونکر ہمت ہوئی۔ بریلویوں کو اگر پہلے سے اس گستاخی پر پختہ نہ کیا گیا تھا تو وہ اسی جلسہ میں اس گستاخی پر کیوں خاموش رہے۔ استغفر اللہ۔ ثم استغفر اللہ۔ امام الانبیاء و الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کس

ا حدائق بخشش حصہ سوم ۳۷ ۲ ہفت روزہ اسلامی جمہوریہ، ۴ اکتوبر ۱۹۷۸ء

قدر گستاخانہ کلمات کہے جا رہے تھے اور جملہ بریلوی اس پر عش عش کر رہے تھے۔

مسلمانوں! کچھ تو سوچو، بریلوی کس قدر گستاخیوں پر تلے ہوئے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے پر نورانی میاں کو لے آئے۔ کچھ تو شرمائے ہوتے کہ ہم کس کو کس کے مقابلے پر لا رہے ہیں۔

اگر کوئی شخص انکار کرے کہ غلام رسول بریلوی نے یہ الفاظ نہ کہے تھے تو ہفت روزہ اسلامی جمہوریہ کے نمائندہ جناب محمد حمید شاہد نے پوری رضا خانی امت کو چیلنج دیا ہے کہ:

اگر کسی کو شک ہے تو میری درخواست ہے کہ وہ آئے اور تحقیق کرے جلسے کا ایک ایک سامع گواہی دے گا۔ پھر بھی یقین نہ آئے تو ٹیپوں (TAPES) کو چلا کر سُن لیجیئے جو ان گستاخانہ کلمات کو اپنے اندر محفوظ کر رہی تھیں۔ اگر میرے تحریر کردہ الفاظ غلط ثابت ہوں تو میں عدالت کے کٹہرے میں کھڑے ہونے کو تیار ہوں۔ مارشل لاء کے ضابطے مجھ پر لگا دیجیئے اور جو من میں آئے مجھے سزا دیجیئے [1]

ہماری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے پر نورانی میاں کو کیوں لایا جا رہا ہے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد اب امت کے راہنما نہیں رہے تھے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے آپ کی شان میں کچھ فرق آ گیا تھا کہ اب کسی نئے چہرے کی ضرورت ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نیا چہرہ تجویز کرنے کی ضرورت

بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زوال تھی۔ (معاذ اللہ) یہ غلط ہے۔ سُنیوں کے ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات صرف ساتر حیات تھی۔ اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زوال قرار دینا ایک بہت بڑی گستاخی ہے۔ مولانا احمد رضا خاں کے خلیفہ مولانا ابو البرکات نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو صریح لفظوں میں زوال کہا ہے۔ (استغفر اللہ) جب ان کا یہ عقیدہ ہو تو ظاہر ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور چہرے کی ہی تلاش میں نکلیں گے۔ غلام رسول بریلوی مذکور نے جو کچھ کہا۔ اس کی داغ بیل مولانا احمد رضا خاں کے خلیفہ نے ہی ڈالی تھی۔ موصوف لکھتے ہیں:

آقائے مدینہ رحمتِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت میں سے رائحہ انتقال پائی۔ اس لئے کہ ہر شئے میں بعد کمال زوال ہوتا ہے۔

جوں آفتاب بہ نصف النھار یافت کمال
مقرر است کہ روے نہد بسوئے زوال [2]

(ترجمہ) آفتاب جب دوپہر کو کمال پر پہنچ جاتا ہے تو طے شدہ بات ہے کہ اب اس نے زوال کی طرف ہی جانا ہے۔

غور کیجیئے اور گستاخوں کو دادِ ستم دیجیئے کہ کس دیدہ دلیری سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سفرِ آخرت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زوال کہہ رہے ہیں۔ انصاف کیجیئے کہ اللہ تعالیٰ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بشارت دیں کہ بعد میں آنے والی ہر گھڑی آپ کے لئے پہلی گھڑی سے بہتر ہو گی اور مولانا احمد رضا خاں کے خلیفہ یہ کہیں کہ نہیں بعد میں زوال ہی ہو گا وہ اگر قرآن کریم ہی دیکھ لیتے تو یہ آیت مل جاتی۔

اللاخرة خير لك من الاولىٰ
(ترجمہ) اور البتہ ہر بعد کی گھڑی آپ کے لئے پہلی سے بہتر ہو گی

سو قرآن کریم کی روشنی میں کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو آپ کا زوال نہیں کہہ سکتا۔ بریلویوں نے ایسا کیوں کہا تو اس کا------------جواب صحیح یہ ہے کہ جب کوئی شخص گستاخی اور بے ادبی پر ہی تل جائے تو پھر بے ادب قرآن سے بھی سبق نہیں لیتا۔ اپنی بات اس سے بھی آگے رکھتا ہے۔ فاعتبر واطلولی الابصآر------یہ آخرت کی تباہی کی انتہا ہے۔

---

[1] ہفت روزہ اسلامی جمہوریہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۷۸ء [2] اوراقِ غم ص ۹۸

چیلنج

ایتہا الطائفة المبتدعة

یہ پمفلٹ پاکستان میں مولانا احمد سعید کاظمی ۱، پیر کرم شاہ ۲، مولانا ازہری ۳ کو ہندوستان میں۔ مولانا ارشد القادری ۴ کو انگلستان میں۔ پیر معروف شاہ ۵، مولوی عبد القادر جیلانی ۶، مولوی عند الوہاب اچھروی ۷ کو جنوبی امریکہ میں۔ اشرف القادری ۸ کو ہالینڈ میں۔ سعادت علی قادری ۹ اور افریقہ میں ابراہیم خوشتہ ۱۰ کو بذریعہ ڈاک بھیجا جا رہا ہے۔

ان دس حضرات میں سے کوئی صاحب ہمارے حوالوں کو ایک مسلم بین الفریقین مجلسِ انصاف کے سامنے غلط ثابت کر دیں تو اس صاحب کو دس ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔

اگر ایک سال تک یہ علماء یا پیر کسی مجلس انصاف میں آنے کے لئے آمادہ نہ ہوئے نہ انہوں نے اپنی گستاخیوں سے توبہ کی تو اُن کی شکست کا عام اعلان کر دیا جائے گا۔ ہمارا روئے سخن انہیں حضرات سے ہے۔ کسی ایرے غیرے کے جواب پر کوئی توجہ نہیں دی جائے گی۔

نوٹ: شاہ احمد نورانی کا نام اس لئے اس چیلنج میں نہیں لکھا کہ اس میں خود اس کا اپنا چہرہ زیرِ بحث ہے۔ نیز اس لئے بھی کہ وہ حضرت امیر علی قریشی کے سامنے آنے سے گریز کر کے اپنی شکست تسلیم کر چکے ہیں۔

۱۰ اگست ۱۹۸۰ء